میں سُنی کیوں ہوا؟
از: سابق اہلحدیث ڈاکٹر محمد سلیمان قادری
copy right (c) - islamieducation.com

میں سُنی کیوں ہوا؟

سابق اہلحدیث ڈاکٹر محمد سلیمان قادری

حال مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

انتساب

اپنے پیارے **والدین** کے نام جن کی شفقت ومحبت اور دعاؤں سے اس قابل ہوا۔

اور اپنے شیخ کامل، پیر طریقت **حضرت علامہ مولانا ابو محمد عبد الرشید قادری فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ** اور **اساتذہ کرام** جن کی علمی وروحانی تربیت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے نجدی وہابی فتنے سے نجات دی اور مسلک حق اہلسنت کی طرف رہنمائی فرمائی۔

گر قبول افتدز ہے عزت و شرف

ڈاکٹر محمد سلیمان قادری

جامعہ نعیمیہ لاہور

۱۴ اگست ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك یاللہ الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ

میری یہ تالیف ”میں سنی کیوں ہوا؟“ اس کے لکھنے کی وجہ یہ بنی کہ میں جبکہ میرا نام محمد سلیمان چوہدری تھا جامعہ محمدیہ (اہلحدیث) مظفرآباد میں پڑھتا تھا۔ بلوغ المرام تک کتابیں اہلحدثیوں کے پاس پڑھیں خود بھی اہلحدیث تھا اہلحدیث اساتذہ میں میرے استاد مولانا محمد یونس اثری مہتمم مظفرآباد، مولانا محمد شریف سلفی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا عبدالرشید تھے۔ ابتدائی کتب میں نے ان سے پڑھیں مزید حصولِ تعلیم کے لئے لاہور آکر بنگالی باغ بادامی باغ میں دیوبندیوں کی ایک مسجد میں امامت کرانے لگا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی پڑھائی بھی جاری رکھی۔

چونکہ میں کافی عرصہ تک غیر مقلدین کے مدرسہ جامعہ محمدیہ مین مارکیٹ مظفرآباد آزاد جموں وکشمیر میں پڑھتا رہا اور یہ بھی دیکھتا رہا کہ دیوبندی اور اہلحدیث ایک دوسرے کے خلاف تقریریں کرتے اور مناظرے کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں کے دوسرے کے مدرسوں میں پڑھاتے اور پڑھتے ہیں بلکہ تبلیغی جماعت کے افراد اہلسنّت کے سادہ عوام سے ان کے بچوں کو دین کے نام پر لاکر غیر مقلدین کے مدرسوں میں داخل کروا کر انہیں وہابی نجدی گستاخِ رسول ﷺ بناتے ہیں۔ غیر مقلدین سب سے پہلے بچے کو ”تقویۃ الایمان“ پڑھاتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ اگر نجدی وہابی نہ بھی بنے تو دیوبندی ضرور بنتا ہے کیونکہ ابتداء سے ہی اس کے ذہن میں اس بات کو پختہ کردیا جاتا ہے کہ **نعوذ باللہ** نبی مرکر مٹی کے ساتھ مل گئے (تقویۃ الایمان، صفحہ ۸۶) انبیاء ہمارے بڑے بھائی اور ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں جو نبی کو غیب دان جانے وہ پکا مشرک (ایضاً صفحہ ۳۱) جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں (مکتبہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۵۵) وغیرہ وغیرہ ایسے عقائد جو غیر مسلموں کو اسلام پر طعن وتشنیع کرنے کا موقع فراہم کریں جیسا کہ جب میں دیوبندی تھا تو میری لائبریری میں سے تقویۃ الایمان کتاب پڑھ کر ایک عیسائی نے مجھے کہا کہ مولانا آپ عیسائی مذہب قبول کرلیں جب میں نے کہا کیوں تو اس عیسائی نے کہا یہ دیکھو تمہاری کتاب میں لکھا ہے جس کا نام محمد ﷺ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں جبکہ تمہارا قرآن کہتا ہے کہ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کہا کرتے تھے ”وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ“

(آل عمران صفحہ ۴۹)

”اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔“

(ترجمہ کنزالایمان)

اس طرح اس عیسائی مبلغ نے دوسرا اعتراض یہ کیا کہ یہ دیکھو تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ تمہارے نبی نے کہا کہ میں مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں جبکہ تمہارا قرآن پاک کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔

تو تم زندہ نبی کا کلمہ پڑھو، مردہ نبی کا کلمہ کیوں پڑھتے ہو؟

تیسرا اعتراض اس نے یہ کیا کہ دیکھو تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ جو نبی کو غیب دان مانے وہ پکا مشرک ہے ۔جبکہ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اعلان کیا کرتے تھے۔

"وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم"

(آل عمران ۵۹)

اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

لہٰذا جو نبی غیب جانتا ہے اس کا کلمہ پڑھو، بے علم نبی کا (نعوذ باللہ) کلمہ کیوں پڑھتے ہو؟ عیسائی کے ان اعتراضات کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا حالانکہ اس نے یہ سارے اعتراض دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے متفقہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب سے پڑھ کر کیے تھے اس کے ان اعتراضات کو لے کر میں قاری محمد یوسف صدیقی صاحب رحمۃ اللہ کے پاس گیا اُنہوں نے کہا بیٹے اس عیسائی کو یہ کہو جس کتاب سے تم نے جو اعتراضات کیے ہیں دراصل یہ لوگ تمہارے ہی پروردہ ہیں جو کہ اسلام پر بدنما داغ ہیں حقیقت میں جمہور اہل اسلام کے یہ عقائد نہیں۔ جمہور اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مالک و مختار بنا کر بھیجا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نابیناؤں کو بینا کرتے اور بیماروں کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ جل جلالہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تو ہمارے نبی ﷺ پتھروں کو کلمہ پڑھاتے ہیں، درخت ان کو سلام کرتے ہیں، چاند دو ٹکڑے کرتے اور ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لاتے ہیں جیسا کہ امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

دوسرے اعتراض کا جواب میرے استاذ محترم نے دیا کہ ہمارے آقا ﷺ زندہ ہیں ہمارا کلمہ ہمیں یہی بتاتا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

نہیں کوئی معبود مگر اللہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

امامِ اہلسنّت نے مسلمانوں کے اسی عقیدے کی یوں وضاحت فرمائی

تو زندہ ہے و اللہ تو زندہ ہے و اللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

رہا تیسرا اعتراض تو ہمارے نبی ﷺ تو جو کچھ ہو چکا اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی ہوگا سب جانتے ہیں بلکہ اس رب کو بھی دیکھا جو تمام غیبوں کا غیب ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

الغرض ایسے بہت سے عقیدے وہابی و دیوبندیوں کے ہیں جو کہ صرف اور صرف اسلام کو بدنام کرنے اور بانی اسلام علیہ السلام کے خلاف غیر مسلموں کو طعن و تشنیع کرنے کا کوئی نہ کوئی موقع فراہم کرتے ہیں لہٰذا میں نے چاہا کہ ایسی کتاب لکھوں جس میں غیر مسلموں کے ایجنٹوں کو بے نقاب کیا جائے اس کتاب میں غیر مقلدین کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ان کے کن کن سے رابطے ہیں؟ اور حرمین شریفین پر ان کا ناجائز قبضہ کس نے کرایا؟ اُصولی عقائد میں غیر مقلدین اور دیوبندی ایک جیسے دیوبندیوں کی دوغلی پالیسی، غیر مقلدین کو اہلحدیث کس نے بنایا؟

سرکاری نام اہلحدیث ہی کیوں ہوا؟ اور آخر میں اہلسنّت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلافی مسائل کی جامع فہرست اور چند ایک اختلافی مسائل کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں نقل کیے ہیں اس کے علاوہ آخر میں حنفی مسلمان جس طرح نماز پڑھتے ہیں وہ حدیث سے ثابت ہے اس کے لئے احادیث بھی نقل کر دی ہیں تا کہ پڑھنے والے کو تسلی و تشفی ہو۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ اُنیب

خادم العلماء محمد سلیمان قادری
المتوطن بھیڑی مظفر آباد آزاد کشمیر
مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

پھلا باب

غیرمقلد کی تعریف

جونہ خوداجتہادکرسکےاورنہ کسی کی تقلید کرےیعنی نہ مجتہد ہواورنہ ہی مقلد ہوجیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا،لیکن جونہ حاکم ہونہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہوتا ہے یہی حال غیرمقلد ہے۔

غیرمقلد اور مجتھد میں فرق

غیرمقلداورمجتہدمیں فرق سمجھنے کے لئے یہی مثال کافی ہے۔مجتہدفقیہ،ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی طرح ہوتا ہے جیسے ایک سندیافتہ ڈاکٹراگر بالفرض کسی مریض کودواغلط دے دےتو شرعاً وقانوناً مجرم نہ ہوگا،اسی طرح اگرکوئی جج کسی ملزم کو سزادے دےتو وہ صحیح ہوگا اگر چہ وہ ملزم حقیقتاً مجرم نہ بھی ہو بشرطیکہ جج کوثبوتِ جرم مل جائے۔لیکن اگرکوئی عام شخص قانون کوہاتھ میں لے کرخودہی منصف بن بیٹھےاورلوگوں کوسزادینا شروع کردےتوایسا شخص دنیاوی جیل کا مستحق ہوگا، اسی طرح اگرکوئی غیرمقلد جوقرآن وحدیث سے مسائل اخذنہیں کرسکتااورخودہی اپنے اٹکل پچو سے اجتہادوقیاس کرتا ہےتو شرعاً مجرم ہےاوراُخروی جیل کا مستحق ہےلیکن اگرکوئی فقیہ مجتہد جوقرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کرسکتا ہے اس کیااجتہادمظاہر پربھی ثواب ملے گا۔

دوسراباب

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

ومنهم من يلمزك فی الصدقت فان اعطوامنها رضواوان لم يعطوا منها اذاهم يسخطون۔

(سورۃ التوبہ،۵۸)

اوران میں سےکوئی وہ ہے کہ صدقہ بانٹنے میں آپ ﷺ پرطعن کرتا ہےتو اگران کواس میں سےکچھ ملےتو راضی ہوجائیں اورنہ ملےتو ناراض۔ یہ آیت مبارکہ ذوالخویصرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔اس شخص کا نام جوحرقوص بن ذخیرہ ہےاوریہی خوارج کی اصل بنیاد ہے چنانچہ بخاری اورمسلم میں ہے۔

عن ابی سعيد رضی اللہ عنہ بينما النبی ﷺ يقسم جاء عبدالله ذوالخويصره التميمی فقال اعدل يارسول الله ﷺ فقال ويلك و من يعدل اذا لم اعدل قال عمر بن الخطاب ائذن فاضرب عنقه قال دعه فان له اصحاباً يحقر احد كم صلاته و صيامه مع صيامه يمرقون من الدين كما يمرق السهم

من الر میه۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے تو ذوالخویصرہ (جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا) اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ عدل کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کریگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اُتاردوں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑو! اس کے اور بھی بہت سے ساتھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر سمجھوگے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا (ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

(بخاری شریف جلد۲، صفحہ۱۰۲۴، مشکوٰۃ شریف صفحہ۵۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور ﷺ نے شام اور یمن کے لئے اس طرح دعا مانگی

اللهم بارك لنا فى شامنا اللهم بارك لنا فى يمننا قالو يارسول الله ﷺ فى نجدنا قال اللهم بارك لنا فى شامنا اللهم بارك لنا فى يمننا قالو يارسول الله وفى نجدنا فاطنه قال فى الثالثه هناك الزلاوّل و الفتن وبها يطلع قرن الشيطان۔

(مشکوٰۃ صفحہ۵۸۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اے اللہ ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت فرما (دعا کے وقت نجد کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے) اُنہوں نے عرض کی اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے پھر وہی دعا کی، اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما تو پھر اُنہوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ ﷺ! راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

مذکورہ حدیث کے آخر میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے "وبها يطلع قرن الشيطان" یہاں قرن کے معانی ہیں گروہ، سینگ، شیطان کے پیروکار۔

(مصباح اللغات)

اگر قرن الشیطان کا معنی شیطانی سینگ کیا جائے تو مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نجدیوں کو

شیطان کہنے کی تین وجوہات ہیں۔

(۱) سینگ والے جانور کے سارے اعضاء سے سخت تر سینگ ہوتے ہیں یہ ٹولہ بھی انبیاء واُولیاء کی عداوت میں شیطان سے سخت ہے۔

(۲) ہمیشہ سینگ والا جانور سینگوں سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینگ کرتا ہے اور خود پیچھے سے زور لگاتا ہے۔

(۳) سینگ والا جانور جب کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو پہلے سینگ داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں اسی طرح شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کرے گا بعد میں خود جائے گا۔

(مرآت المناجیح، جلد نمبر ۹، صفحہ ۵۷۹ نعیمی کتب خانہ گجرات)

لاملئن جھنم منك وممن تبعك منھم اجمعین۔ (صفحہ ۷۵)

ترجمہ

میں ضرور جہنم بھر دونگا تجھ سے اوران میں سے جس نے تیری پیروی کریں گے۔

تیسری روایت

ایک اورحدیث پاک ہے جس کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے کہ گستاخی پر حضور ﷺ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمان کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۵، قدمی کتب خانہ کراچی)

ان مذکورہ احادیث میں نبی پاک ﷺ نے بہت سے پہلے نجد فتنوں کے اُٹھنے اور گستاخِ رسول اللہ ﷺ ذوالخویصرہ کی نسل سے ایک ایسی جماعت کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے تو نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسی خاندان میں عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ پیدا ہوا۔

حضور ﷺ کی پیشن گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیا۔اس کی صورت یہ ہوئی کہ محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔

نمبر ا مشرک / مسلمان نمبر ۲ موحد۔ مسلمان جو اس کی من گھڑت توحید کو مانتا اسے وہ موحد مسلمان قرار دیتا اور

باقی مسلمانوں کو ''مشرک'' ٹھہرا کر ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا انہیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا اس لئے شروع میں لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہوئے پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھر تباہ و برباد ہو گئے۔(صفحہ ۳۰،غیر مقلدین کے فریب) چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

عبدالوہاب کے ماننے والوں نے نجد سے آکر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کر لیا اور وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ مشرک اور کافر ہیں اس لئے ان لوگوں نے اہلسنّت و جماعت اور ان کے علماء کے قتل کو جائز ٹھہرایا۔

(درمختار جلد نمبر ۳، صفحہ ۳۰۹)

غیر مقلدین کے ساتھ اختلاف کی نوعیت

اُمتِ مسلمہ ملتِ واحدہ کی صورت میں دنیا بھر کی اقوام میں مثالی حیثیت سے چل رہی تھی۔

ان کا خدا ایک تھا ان کا عظیم المرتبت رسول اللہ ﷺ ایک تھا۔ان کا مرکز اتحاد کعبۃ اللہ ایک تھا اور ان کی کتاب بھی ایک تھی اور وہی کتاب بنی نوع انسان کے لئے خدائے ذوالجلال کا آخری پیغام تھی۔اس کتابِ برحق نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ (سورۃ نساء،۱۰۳)

ترجمہ

اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو سب مل کر آپس میں پھٹ نہ جانا۔

تفرقہ کو اس کتاب نے شرک کے مترادف قرار دیا۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ملت کو متحد رہنے کی تاکید فرمائی۔

کونوا عباد اللہ اخوانا کا نورانی حکم فرمایا باہمی جنگ و قتال سے اپنے عظیم الشان آخری خطبہ حجۃ الوداع میں سختی سے روکا تھا۔

مسلمان ان احکام کی وجہ سے فقہی اختلافات کے باوجود باہم شیر و شکر ہو کر رہے اگر کسی گروہ پر افتاد پڑی تو دوسرے گروہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا دینی اور دنیاوی امداد سے نوازا یہ سارا کام دینی فریضہ سمجھ کر کیا سوچوں کے انداز الگ تھے لیکن اس کا مدعا اعلاءِ کلمۃ اللہ تھا سب کا مقصد غلبہ اسلام تھا۔

وہ زبان وقلم اور عمل سے آخر میں تلوار سے اسلام کی خدمت کرتے رہے ان کی ان مساعی جمیلہ کے صدقہ میں ہم تک اسلام پہنچا مسلمان اپنے اللہ کریم کے فرمان اور اپنے پیارے نبی رؤف الرحیم ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کو اپنی جان واولاد، اپنے ماں باپ اور مال ووطن سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ سارے کا سارا محور نبوت کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی آنے والی نسلوں کو علامہ اقبال کی زبان میں وصیت کرتے تھے۔

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ھمہ اوست

گربہ او انہ رسیدی تمام بولبی است

(ضربِ کلیم)

اورانہیں قرآن پاک کی یہ آیاتِ مبارکہ اچھی طرح یاد تھیں۔ من یطع الرسول فقط اطا ع اللہ۔

(سورہ آل عمران پارہ ۳)

ترجمہ

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

ماآتکم الرسول فخذوہ ومائھکم عنہ فانتھوا۔

جو تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا کریں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے باز آجاؤ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحیبکم اللہ۔

(آل عمران ۳)

فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

اور اپنے پیارے آقا ﷺ کا یہ ارشاد بھی یاد تھا

لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہ والناس اجمعین۔

(مشکوٰۃ شریف)

تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ سمجھے۔

مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ اُنہوں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی محبت کو اپنے ایمان کی جان قرار دیا۔

مغز قرآں جانِ ایماں روحِ دیں   ہست حب رحمۃ للعلمین

روزِ اول سے لے کر آخر تک مسلمانوں کا یہی شعار رہا اور صبح قیامت تک یہی طریقہ کار رہے گا۔

ادیانِ باطلہ کے پیروکار سمجھتے تھے کہ جب تک عشقِ رسول اللہ ﷺ کا گلشن مسلمانوں کے دلوں میں کھلا ہوا ہے اُس وقت تک اسلام کے خلاف کوئی کوشش بھی کامیاب نہیں ہوسکتی لہٰذا غیروں نے کوشش کی جس طرح ممکن ہوسکے ذاتِ رسول پاک ﷺ کی اس غیر مشروط والہانہ محبت کی چاشنی کو ختم کردیا جائے یا کم کردیا جائے اور ذاتِ رسول اللہ ﷺ کی صفات کو متنازعہ بنادیا جائے تاکہ مسلمان آپس میں اُلجھ پڑیں۔

ان بحثوں کے ذریعے ان کے سینے سے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی روشن شمع کو گل کردیا جائے آپ اسلام کی پوری تاریخ پر نظر ڈالیں اس جارہ نامرضیہ پر سب سے پہلے ابن تیمیہ چلتے نظر آتے ہیں ان کی قلم سے آگ نکلتی ہے ان کے منہ سے افتراق کے شرارے اُبلتے ہیں۔

مسلمان ایک دوسرے کو فقہی اختلافات کے باوجود مسلمان سمجھتے تھے مگر ابن تیمیہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا، قبروں کی زیارت کے خلاف فتویٰ دیا، ساری اُمت یارسول اللہ ﷺ کہہ رہی تھی مگر ابن تیمیہ نے یہ محبت کا نعرہ لگانے والوں کو مشرک کہا۔

مسلمان اپنے اخلاق اور عقلی ونقلی دلائل سے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے لیکن ابن تیمیہ دنیائے اسلام کو شرک کی تلوار سے دونیم کررہے تھے۔ ابن تیمیہ کے نظریات ان کے متوسلین کو اس حد تک عزیز ہیں کہ وہ قولِ ابن تیمیہ کی پیروی باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔

حق جانشینی ادا کردیا

ابن تیمیہ نے جو بیج بویا تھا اسے پانی دینے کے لئے محمد بن عبدالوہاب نجدی آگے بڑھے، شیخ نجدی نے ابن تیمیہ کے نظریات کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا۔

یہ وہ وقت تھا جب مغربی استبداد کا دیو مسلمانوں کی گردنوں کو دبوچنے کے لئے اسلامی دنیا پر یلغار کررہا تھا۔

استعماریت کا یہ شیطان جانتا تھا کہ جب تک مسلمان متحد ہیں اس کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا لہٰذا اس نے افتراق کے پودے کو پالنے کے لئے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے قلم کو منتخب کیا۔

اگر مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد ہوتا تو مغربی استعمار اسلامی دنیا کو مسخر کرنے میں ہرگز کامیاب نہ ہوتا مگر ان اندرونی سازشوں نے جن کی بنیاد ہی گستاخی رسول اللہ ﷺ پر رکھی گئی تھی، مسلمانوں کے گلے میں غلامی کا طوق ڈال دیا۔ اس گروہ نجدیہ نے کئی متفق علیہ مسائل وعقائد کا اختلاف بنا کر مسلمانوں کو مشرک قرار دینے میں وہ بے باکی اختیار کی کہ شیطان بھی اپنا دھندہ چھوڑ کر ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا کہ لیجئے آپ نے ہمیں فارغ کر دیا اور ہمارا حق جانشینی ادا کر دیا۔

مٹھی بھر نجدیوں کے بغیر شیخ نجد کو سارا عالم اسلام مشرک نظر آنے لگا۔ مسلمانوں میں پہلے بھی تو مصلح پیدا ہوئے تھے مگر اُنھوں نے مسلمانوں میں گھل مل کر اپنے عمل سے وہ خرابیاں دور کیں جو قرآن وسنّت کے خلاف تھیں، یہ دنیائے اسلام کا پہلا بزعم خویش مصلح تھا۔ جس نے ساری دنیائے اسلام کو شرک کی بھٹی میں تبدیل کر دیا اور پھر اصلاح کی تلوار لیئے میدان میں اُتر آیا بین الاقوامی سطح پر شیخ نجدی کے پیروکار نے ہمیشہ استعمار اور کفر کا ساتھ دیا۔

(تاریخ نجد وحجاز مصنف مفتی عبدالقیوم ہزاروی مطبوعہ لاہور)

(اسلام پر سامراجیت کے بھیانک سائے مصنف محمد میاں مظہری مطبوعہ کراچی)

جب انگریز کا اقتدار سمٹا اور جزائر برطانیہ کی محدود فضاؤں تک محدود ہوگیا تو آلِ سعود اپنے نئے آقا کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی اور چچا سام امریکہ کے وجودِ نامسعود کی صورت میں انہیں نیا آقا مل گیا۔

اب اس نئے آقا کے چشم وابرو کے اشاروں پر ناچنا آل سعود کا دین بن گیا ہے وہ دنیائے اسلام کی ہر اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں جو استعماریت کی دشمن ہے اور ہر اس تحریک پر جان نچھاور کرتے ہیں جو استعماریت کی لونڈی ہے۔ اسکی نوک پلک سنوارنا ان کا ایمان بن چکا ہے۔

اندرونِ ملک نجدیوں کے کارنامے

بیرونِ ملک تو ان کی یہ سیاست ہے اور اندرونِ ملک ان کا کارنامہ یہ ہے کہ

(۱) مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اسلام کا معیار ہیں۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں جس طرح مسلمان اپنے امیر کا چناؤ کرتے تھے اب بھی مرکز اسلام میں اس طرح چناؤ ہو؟ تو جواب نفی میں ہوگا۔

(۲) کسی بھی خلیفہ نے اپنی اولاد کو یہ حق نہیں دیا کہ نسل در نسل ایک ہی خاندان حکومت کرتا ہے تو پھر سعودی خاندان کو یہ مقام کیسے ملا؟

(۳) پھر سوال یہ ہے کہ قانونِ اسلام نے رعایا کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے امیر سے برسرِ اجلاس کسی بات پر باز پرس کرسکتا ہے جس کی مثال سیدنا ابوبکر و فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار میں ملتی ہے۔

(تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی)

کیا آج مرکز اسلام پر شاہی خاندانوں کے حضور کسی مسلمان کی یہ جرأت ہے کہ وہ ایک لفظ ہی ان کے خلاف زبان سے نکال سکے۔ جس نے ایسی جسارت کی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سعودی حکومت کے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ اخباری خبر کے مطابق ریاض کی جامع مسجد کے امام نے یہ جسارت کی تو اس کو بمعہ اس کے نوجوان بیٹے کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔

(مصنف حکیم محمد ریاض گوجرانوالہ، خلیجی جنگ اور اختلافِ اُمت)

نجدیوں کا مسلمانوں کے مزارات کے خلاف جھاد

مرکز اسلام پر قابض نجدی جو اسلام کا دم بھرتے ہیں ان کا کردار یہ ہونا چاہیے تھا کہ امریکہ اور برطانیہ اور دوسرے ممالک جو مسلمانوں کے قلب میں زہر آلود نیزہ گاڑ رہے ہیں ان سے باقاعدہ جہاد کا اعلان کیا جاتا اور مسلمانوں کو پکارتے کہ ہم ہر قسم کی مالی امداد دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان یہودیوں اور عیسائیوں سے مقابلہ کرو اگر یہ نہ کرسکتے تو کم از کم ایمان کی دلیل تو پیش کرتے کہ یہود و نصاریٰ سے مکمل بائیکاٹ کرتے ان سے ہر قسم کا لین دین بند کردیتے، ان کے بینکوں سے اپنی دولت نکال لیتے، علیحدہ اسلامی بینک کا قیام عمل میں لاتے لیکن وہابیہ نجدیہ اپنے آقاؤں کو ناراض کرنا تو گوارہ نہ کرسکے ہاں اُنہوں نے یہ ضرور کیا کہ آسمانِ ملت کے درخشاں ستارے صحابہ کرام و اہلِ بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر اُنہوں نے بلڈوزرز چلوادیے، قبرستانوں کو اُکھاڑ پھینکا ہے اور جنت المعلی و جنت البقیع کو اپنے جہاد کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کا جہاد کافروں کے خلاف نہیں ہوتا مسلمانوں کے خلاف ہوتا ہے کہ انہیں مشرک قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کے مزارات کے خلاف ہوتا ہے کہ انہیں اُکھاڑ پھینکتے ہیں۔

سعودیوں نے جس انداز میں قبرستانوں کی حرمت کو پامال کیا ہے اور عظیم المرتبت ستارگانِ ہدایت کی قبور کو تہس نہس کیا ہے اس کی مثال چودہ سو سال پرانی تاریخ ہی نہیں بلکہ انسانیت کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حاصلِ کلام

حاصلِ کلام یہ کہ نجدی تحریک نے مسلمانوں کے مسلمات کے خلاف زبان چلائی، قلم چلائی اور تلوار چلائی،

اسلامی نظریات کو یقینیات اور ایمانیات سے نکال کر اوہام وشکوک کی دلدل میں ڈال دیا، قبور سے انتقام لیا اور آثارِ رسول اللہ ﷺ کو مٹایا۔

(تاریخ نجد وحجاز، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مطبوعہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور)

آلِ نبوت اور صحابہ رسالت کے خلاف محاذ قائم کر کے ان کے مزارات کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنایا۔ اُولیائے رحمان کے ساتھ تمسخر کیا، قرآنی آیات کی من مانی تفسیریں کیں، بتوں کے خلاف نازل ہونے والی آیات کو اُولیاء اللہ پر چسپاں کیا۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ الذین اتخذو آیات نزلت فی القرآن جعلوھا علی المومنین۔

(بخاری شریف ۲/ ۱۰۲۴)

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اللہ کی مخلوق میں ان لوگوں کو بدترین مخلوق قرار دیتے تھے کہ جو آیات بتوں کے بارے میں نازل ہوتیں اور وہ انہیں اُولیاء اللہ پر چسپاں کیا کرتے تھے۔

شفیع اُمت رحمت دو عالم ﷺ کے علومِ عالیہ کو شیطان کے علم سے بھی کم قرار دیا اور اب امریکہ کے مقاصد کی ترجمانی ہو رہی ہے۔ لیلائے نجد امریکہ کی ناقہ کی حدی خواں بن گئی ہے۔ آلِ سعود دنیائے نجدیت کے لئے اپنے ریالوں کی تجوریاں کھولے ہوئے ہے مسلمانوں کے خلاف شرک کے تیر برسائے جارہے ہیں، گروہ بندیاں ہو رہی ہیں، ملت کا شیرازہ بکھیرا جارہا ہے، یارسول اللہ ﷺ علیک المدد اور یا علی رضی اللہ عنہ مدد کہنے والے کو مشرک کہنے والے یا ''استعمار المدد'' اور ''یا بش المدد'' کی گردانیں پڑھ رہے ہیں۔

روضۂ رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ موڑ کر دعا مانگنے کو شرک کہنے والے وائٹ ہاؤس کے اندر جھانک جھانک کر دیکھ رہے ہیں بش یا کلنٹن خواب میں بڑبڑاتا ہے تو یہ گروہ اسے نجدی پر نازل ہونے والی وحی سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ امریکی مسلمان پر گولیاں برساتے ہیں، شیلنگ کرتے ہیں اور بم گراتے ہیں تو ان کا نعرہ ہوتا ہے مرحبا۔

غیر مقلدین سے اختلاف کی قسمیں

اہلِ سنّت کا غیر مقلدین کے ساتھ دو قسم کا اختلاف ہے۔

(ا)اُصولی (۲)فروعی

اُصولی عقائد میں غیر مقلدین اور دیو بندی مشترک

ہمارا غیر مقلدین کے ساتھ اصل اختلاف عقائد میں ہے میں یہاں غیر مقلدین کے چند اُصولی عقائد کا مختصر ذکر کرتا ہوں دورِ حاضر کا ہر مسلمان ان کے نام اور مقام کو جانتا ہے اس موضوع پر ہمارے اکابر نے بہت کچھ لکھا ہے جن میں سے مندرجہ ذیل شخصیات کے نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان السبوح الکوکبۃالشھابیہ اھلاک الوھابیین، تمہید الایمان وغیرہم لکھیں، امام فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق الفتوی، غزالی دوراں سید امام احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے الحق المبین، تسبیح الرحمٰن، التبشیر برد التحذیر لکھیں۔ مذکورہ بالا بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان حضرات کی کتب کے چند حوالے نقل کردیتا ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ جمہور مسلمین کے خلاف کہاں کہاں ان حضرات نے نشتر چلائے ہیں اور تیر برسائے ہیں۔ میں لاتعداد حوالوں میں سے صرف چند حوالے نقل کرنے پر کفایت کروں گا تاکہ میرا مقالہ طویل ہونے کی بناء پر موضوع سے ہٹ بھی نہ جائے اور نجدیت کی حقیقت بھی واضح ہوجائے۔

عقیدہ توحید اور نجدیت

توحید کا مدار اسلام ہے مسلمانوں کے سب طبقات اس بات پر متفق ہیں کہ ذاتِ خداوندی وحدہ ہے لاشریک ہے اس کی ساری صفات حق ہیں وہی عبادت کے لائق ہے اور جاہل سے جاہل مسلمان بھی اس کے علاوہ کسی کو مستحقِ عبادت نہیں سمجھتا مگر ان نجدیوں غیر مقلدوں نے عقیدہ توحید کی علمبرداری کا دعویٰ بھی کیا، ذاتِ خداوندی کے بارے میں باتیں بھی کیں، جو کسی اعلیٰ شخصیت کے بارے میں بھی نہیں کی جاسکتیں مثلاً جھوٹ اور کذب ایسی بُرائی ہے جس کے قبیح ہونے پر تمام اُمتیں متفق ہیں اس لئے اس کو قبیح لذاتہ قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود صادق ہے اور سچ کو ہی پسند فرماتا ہے مسلمانوں کو بھی تاکید فرماتا ہے کونوا مع الصادقین (التوبہ)

سچوں کے ساتھ ہوجاؤ

اور جھوٹوں کو اللہ کریم کتنا ناپسند فرماتا ہے ذرا ملاحظہ ہو۔

لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ (سورہ آل عمران پارہ ۳)

جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔

مگر دوسری طرف آپ نجدیوں کی توحید بھی دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا القاء کر سکتا ہے۔

(رسالہ یک روزہ، مصنف مولوی اسماعیل دہلوی، صفحہ ۱۷، ۱۸ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ایک دوسرے صاحب بولے کہ افعالِ قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

(الجید المقل، صفحہ ۴۱، ۴۲ مصنف مولوی محمود الحسن مکتبہ ساڈھور)

میں تو یہاں صرف یہی لکھوں گا ساری دنیا کے مسلمان حکمران جیلیں توڑ دیں کیونکہ سب جیلیں افعالِ قبیحہ کی سزا کے لئے ہیں اور جب دربار سدا بہار نجد سے فتویٰ آ گیا ہے کہ یہ قبیحہ حرکتیں مقدورِ باری تعالیٰ ہیں تو مجرموں بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ انہیں جیل میں کیوں ڈالا جائے اگرچہ اس موضوع پر بہت سی گوہر افشانی ان مصنفین کے دیگر ساتھیوں نے بھی کی ہے مثلاً رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں اور غلام دستگیر نے تذکرۃ الخلیل میں۔

(تذکرۃ الخلیل صفحہ ۵۸۶)

مگر اپنے اندر ہمت نہیں پاتا کہ ان کی عبارات نقل کروں بھلا وہ لوگ انسانوں کی قبیح حرکات ذاتِ کبریا میں ثابت کرنے لگ جائیں ان سے یہ شکایت کون کرے کہ نبیوں کو اپنے جیسا بے مایہ انسان نہ کہو ہاں صرف ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں تا کہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

اے لیلائے نجد ایں ہم آور دہ تست

اور انسان خود مختار ہے اچھا کرے یا نہ کرے اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کرے گا؟ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

(۱) واہ کتنی حسین عکاسی فرمائی ہے عقیدہ توحید کی اللہ تعالیٰ کو تب پتہ چلتا ہے جب انسان کام کر چکتا ہے واقعی نجدیت زندہ باد ہاں یہی معنیٰ ہوگا۔

اس آیت کریمہ عندہ مفاتیح الغیب۔

غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

(بلغۃ الحیران صفحہ ۱۴۵، ۱۵۷ مولوی حسین علی واں بھچراں)

(استاد مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی)

شاید یہی مفہوم ہے وحی کے ان الفاظ کا وھو بکل شی ءٍ علیم

وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مسلمانوں کو تو یہ شکایت ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عطاء سے علم سید الانبیاء ﷺ کے قائل نہیں۔ اب شکوے چھوڑ دو، اُنہوں نے تو خداوند قدوس مجدہ سے بھی علم چھین لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اُس وقت علم ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ایک کام کر چکتی ہے۔ بتایئے اس عقیدے کے بعد خدا اور بندے میں کیا فرق رہ گیا؟ ہاں فرق ضرور ہے کہ بندے کا علم اللہ کے علم سے مقدم ہے کہ وہ کام کر رہا تھا تو اسے اپنے کام کا علم تھا لیکن اس کے خالق کو تب پتہ چلا جب بندہ کام سے فارغ ہو گیا یہ سب نجدیت کے کارنامے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

نجدی دربار رسول اللہ ﷺ میں

میں اُوپر عرض کر چکا ہوں کہ محبت رسول ﷺ ہی وہ جذبہ محرکہ ہے جو مسلمانوں کو آپس میں بھی متحد کرتا ہے اور غیروں پر بھی دھاک بٹھاتا ہے اور غیر آج تک اسی جذبۂ ایمان وعمل کو تباہ کرنے میں مصروف ہیں۔ برصغیر میں غیر مقلدین کے قائد ملت وہابیہ کے حدی خواں جناب اسماعیل دہلوی نے غیروں کی خوب مدد کی مثلاً وہ لکھتے ہیں اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن، فرشتے اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳، مولوی مسافر خانہ اسماعیل دہلوی)

سبحان اللہ! جس مذہب میں ایسی عبارت تقویت الایمان ٹھہری خدا جانے تضعیف ایمان کے لئے کیسی عبارات ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تو سب جہانوں کے لئے ایک ہی رحمت بنائی جو سب کے لئے کافی قرار پائی چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔ (سورۃ الانبیاء)

ہم نے سب جہانوں کے لئے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا۔

صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آگے چل کر لکھتے ہیں یقین کر لینا چاہیے کہ ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲، مصنف مولوی اسماعیل دہلوی مطبوعہ کراچی)

قرآن مجید انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے عند اللہ وجیھاً (سورۃ الاحزاب) کے پیارے الفاظ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیائے کرام کے لئے بڑی وجاہت ہے جبکہ علمدارِ نجدیت کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

جبکہ اولادِ آدم نبی زادے ہیں لہٰذا وہ سب مکرم ہیں۔

"ولقد کرمنابنی آدم" (سورۃ بنی اسرائیل)

ہم نے اولادِ آدم کو تکریم بخشی۔

مگر یہ تو اولادِ آدم تو دور کی بات خود نبیوں کو چمارے سے زیادہ ذلیل قرار دے رہے ہیں۔

میرا مقالہ بہت طویل ہوتا جارہا ہے میں مختصر طور پر امام غیر مقلدین کی دریدہ ذہنی اور بے باکی کے چند نمونے پیش کرتا ہوں اور معزز قارئین سے توقع کرتا ہوں قیاس کن ازگلستان من بہار مرا۔

تقویت الایمان میں مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے گوہر افشانی کی

(۱) اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷ بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

(۲) اس کے دربار میں ان کا تو یہی حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں۔

(۳) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کرڈالے۔

(۴) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔

(۵) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(۶) یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(۷) انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جائے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۸۶ بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

نیز اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں یہ بھی لکھا ہے وہ صرف همت بسوئے شیخ زا مثال آں از معظمین

گو جناب رسالت مآب باشد بُدیں مرتبہ تر از ااستغراق درصورت گاؤ فرخو داست۔

(صراطِ مستقیم فارسی صفحہ ۸٦، مصنف مولوی اسماعیل دہلوی مکتبہ سلفیہ لاہور)

اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اور بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔

(صراطِ مستقیم اُردو صفحہ ۱۲٦ مکتبہ سعید اینڈ سنز کراچی)

تیسرا باب

ہندوستان میں فتنۂ غیرمقلدین

ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب حنفی رہے جس کی سب سے بڑی دلیل مغلیہ دور کی اہلسنّت کی مساجد ہیں مثلاً بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، سنہری مسجد اور بابری مسجد وغیرہ۔اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا حنفی مذہب تسلیم کر کے اسی مذہب کی کتابیں مثلاً ہدایہ شریف، فتاویٰ عالمگیری اور درمختار کا انگریزی میں ترجمہ کرایا اور انہیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ رہا۔پھر چونکہ اس ملک میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمان ان سے کافی عقیدت رکھتے تھے اس لئے مولوی اسماعیل دہلوی جو کہ اسی خاندان کا ایک فرد تھا اس نے سوچا کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے ہم بھی اپنے ماننے والوں کا لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج وتخت پر ہمارا قبضہ ہوجائے گا۔

جیسا کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے مسلیمہ کذاب کے شہر کے امیر محمد ابن سعود کے ساتھ مل کر پاک سرزمین مدینہ منورہ اور مکۃ المکرّمہ پر قبضہ کیا اور ''سعودی'' عرب نام رکھا۔

(تاریخ نجد وحجاز مفتی عبدالقیوم، مطبوعہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور)

اسی خیال کے پیش نظر مولوی اسماعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب، کتاب التوحید کا اُردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریریں مثلاً اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، عبدالنبی، علی بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین نام رکھنے کو شرک ٹھہرایا۔

کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑوں دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا اور اس کے چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا

مانگنا ان ساری چیزوں کو شرک قرار دیا۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۷، مولوی اسماعیل دہلوی دارلاشاعت کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حکایاتِ اُولیاء میں (حکایات اُولیاء، ارواحِ ثلاثہ مصنف اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ کراچی) لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے آباؤ واجداد (جو علم وفضل اور تقویٰ و دیانت میں مسلم الثبوت تھے) کہ مذہب کے خلاف رفع یدین کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ایماء پر شاہ عبدالقادر نے مولوی محمد یعقوب کے ذریعے پیغام دیا کہ رفع یدین چھوڑ دو اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنے کا خیال کیا جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا جو شخص میری اُمت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

اس پر شاہ عبدالقادر نے فرمایا بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا ہوگا مگر وہ تو ایک حدیث کا معنیٰ بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اُس وقت ہے کہ جب سنت کے مقابل خلافِ سنت ہو اور جس مسئلہ کے متعلق گفتگو ہے۔ اس میں سنت کا مقابل خلافِ سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفع یدین کرنا سنت ہے یونہی رفع یدین نہ کرنا بھی سنت ہے۔

اس جواب پر اسماعیل دہلوی چپ ہو گئے مگر رفع یدین ترک نہ کیا اور جب پشاور میں پٹھان علماء نے اعتراض کیا تو رفع یدین ترک کر دیا اور سو شہید کے ثواب سے دستبردار ہو گئے۔

(تحقیق الفتاویٰ اردو ترجمہ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ، علامہ عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور)

تو اس طرح پاک و ہند میں غیر مقلدین کی ابتداء اسماعیل دہلوی نے کی۔

غیر مقلدین کا نجدی وہابی نام کیوں؟

غیر مقلدین کو محمد بن عبدالوہاب کی پیروی کے سبب نجدی وہابی کہا جاتا ہے اگر ان کی نسبت مورثِ اعلیٰ کی طرف کی جائے تو وہابی کہا جاتا ہے اور اگر مورتِ اعلیٰ کی جائے پیدائش کی طرف نسبت کی جائے تو نجدی کہا جاتا ہے جیسے مرزا غلام علی قادیانی کی اُمت کو مرزائی بھی کہا جاتا ہے اور قادیانی بھی پہلی نسبتِ مورث کی طرف اور دوسری نسبت پیدائش کی طرف۔

وہابیوں کا عوام الناس کو ایک اور فریب

نجدی وہابی عوام الناس کو فریب یوں دیتے ہیں کہ وہاب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اور آخر میں یہی ''نسبت'' کی

ہے جس کا معنیٰ ہے اللہ والا، جیسا کہ مدنی کا معنیٰ ہے مدینے والا، ایسے ہی وہابی کا معنیٰ ہے اللہ والا، جو کہ صحیح نہیں پڑھا لکھا، وہابی اپنے آپ کو وہابی کہلانے سے چڑتا ہے۔اس لئے ہم ملتِ وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ اگر بالفرض وہابی کا معنیٰ اللہ والا ہے تو وہابی کہنے سے چڑنا نہ چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے حالانکہ وہابی چڑتے ہیں اس کی ایک واضح مثال 11 اکتوبر 1991 جنگ اخبار میں شاہ فہد کا بیان سرخی کے ساتھ شائع ہوا۔

شاہ فہد نے مسلم ممالک کے وزراء اطلاعات کی پہلی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اسلامی ذرائع ابلاغ سے اپیل کی کہ وہ سعودیوں کو وہابی کہنا بند کردیں۔

اُنہوں نے کہا محمد بن عبدالوہاب اٹھارویں صدی عیسوی کا ایک مسلم سکالر تھا جسے السعود خاندان کی حمایت حاصل تھی اگر وہابی کا معنی اللہ والا ہوتا تو شاہ فہد پوری ملتِ اسلامیہ سے وہابی نہ کہنے کی اپیل نہ کرتا بلکہ خوش ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ وہابی کا معنیٰ اللہ والا نہیں بلکہ وہابی سے عرفی معنیٰ مراد لیا جائے گا اور وہابی کا عرفی معنیٰ اُمتِ مسلمہ میں گستاخِ رسول ﷺ ہے۔

غیر مقلدین کو اھلِ حدیث کس نے بنایا ؟

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ متحدہ ہندوستان میں فرقہ سازی کا سنگِ بنیاد مولوی اسماعیل دہلوی نے رکھا اور نوزائیدہ جماعت کا نام ''محمدی گروہ'' بنایا۔

(حیاتِ طیبہ، مرزا حیات دہلوی ۹۹، مطبوعہ لاہور)

مسلمانان پاک وہندان کے بارے میں کہا کرتے تھے چونکہ یہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا انہیں وہابی کہنا ہی مناسب ہے کیونکہ اس سے عام آدمی بھی پہچان لے گا کہ جو اپنے آپ کو صرف محمدی کہے وہ وہابی ہے تنگ آکران لوگوں نے اپنے آپ کو ''موحد'' کہلوانا شروع کردیا۔

اس پر مسلمان یہ کہتے تھے کہ واقعی منکرین شانِ رسالت ہونے کے باعث وہابی حضرت بھی سکھوں کی طرح موحد ہیں۔

ان تمام حالات سے تنگ آکر مولوی حسین بٹالوی نے حکومت کا سہارا لیا کہ وہ قانوناً ہماری جماعت کا نام اہل حدیث مشتہر کرے تاکہ آئندہ کوئی سرکاری یا غیر سرکاری آدمی اس نام کے سوا کسی اور نام سے موسوم نہ کرے۔

چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے ارکانِ جماعت اہل حدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدتحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا

کو بھیج دی وہاں سے با قاعدہ منظوری آ گئی کہ آئندہ وہابی کے بجائے ’’اہل حدیث‘‘ کا لفظ استعمال کیا جائے۔

اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو گورنمنٹ یو۔پی کی طرف سے بذریعہ خط نمبر 20,386 جولائی 1828 کو ملی چنانچہ غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری (المتوفی 1968) کے سوانح نگار مولوی عبدالمجید خادم سہروردی نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس کارنامے کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا۔

مولوی محمد حسین نے اشاعة السنته کے ذریعے اہل حدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔آپ نے حکومت کی خدمات بھی اور انعام بھی اور جاگیر بھی پائی۔

(سیرت ثنائی مصنف مولوی عبدالمجید صفحہ ۳۷۲، مطبوعہ گوجرانوالہ 1952)

نوزائیدہ گروہ کا سرکاری نام اہل حدیث منظور کیوں کروایا گیا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے نوزائیدہ گروہ کا نام اہل حدیث اس لئے منظور کروایا تھا کہ علمائے کرام کی تصانیف میں محدثین حضرات کے لئے محدث اور اہل حدیث کے الفاظ عام استعمال ہوتے تھے لہٰذا اس نام کے باعث یہ بے خبر مسلمانوں کی آنکھوں میں بڑی آسانی سے دھول جھونک سکتے تھے کہ دیکھئے ہماری جماعت کا ذکر متاخرین تو کیا متقدمین کی تصانیف عالیہ میں بھی موجود ہے۔لہٰذا جب سے قرآن وحدیث اسی وقت سے اہل حدیث بھی تھے۔

اس نام کے رکھنے اور لکھوانے میں مصلحت

کاش! یہ حضرات جماعت کا نام بدلنے کی جگہ اپنی روش کو بدلتے جس ناجی گروہ اہل سنت و جماعت سے بھاگے تھے۔اسی میں آ ملتے ملتِ اسلامیہ کا ساتھ دیتے اور برٹش نوازی پر لعنت بھیجتے اور اسی آواز پر کان دھرتے۔

گرچہ ہے دلکشا بہت حسن فرنگ کی بہار
طائرک بلند بال دانہ و دام سے گزر

غیر مقلد علمائے دیوبند کی نظر میں

دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی تیری صدی میں نجد میں ظاہر ہوا۔چونکہ یہ خیالاتِ فاسدہ اور عقائد باطلہ رکھتا تھا۔اس لئے اس نے اہل سنت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل

کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔

اہل حرمین کوخصوصاً اور اہلِ حجاز کوعموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں، سلفِ صالحین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے ۔ بہت سے لوگوں کو اس کی تکالیفِ شاقہ کی وجہ سے مدینہ منورہ اور مکہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(شہاب ثاقب صفحہ ۲۴، مصنف مولوی حسین احمد مدنی مطبوعہ لاہور)

دیوبند مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے اُمت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔

(المہند صفحہ ۳۷)

مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمان کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔

(حالات محمد علی جوہر حصہ اول ۳۷)

میل جول سے احتیاط

حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ ہم کے پیرومرشد ہیں۔ وہابیہ نجدیہ کے متعلق فرماتے ہیں

''غیر مقلد لوگ دین کے رہزن ہیں ان کے ساتھ میل جول سے احتیاط کرنی چاہیے۔''

(شمائم امدادیہ صفحہ ۲۸، مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان)

غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے علمائے دیوبند کا فتویٰ

مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے کہ جو علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں قبر کے اندر ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

غیر مقلدین چونکہ آئمہ دین کو بُرا سمجھتے ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز بھی پڑھنا مکروہ ہے۔

(تذکرہ الرشید صفحہ ۲۸۲، جلد۲، سطر ۲۱ تا ۲۳ مطبوعہ دہلی)

علمائے دیوبند کی دوغلی پالیسی

گذشتہ صفحات میں آپ نے غیر مقلدین کے بارے میں علمائے دیوبند کی رائے پڑھی اب ذرا غیر مقلدین کے ساتھ ان کی دوغلی پالیسی کا بھی جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کیا ان کی وہی صورتِ حال نہیں جو منافقین مدینہ کی تھی مثلاً دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ (جلد اول کتاب التقلید صفحہ ۱۱۹) میں لکھا ہے۔

''لوگ محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے اور ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد میں سب کے متحد ہیں اور اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کا سا ہے۔

تقلید کی بحث

تقلید کا لغوی معنی، لغت کے اعتبار سے تقلید، اتباع، اطاعت اور اقتداء سب ہم معنی ہیں۔ تقلید کا مادہ قلاوۃ ہے قلاوۃ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے ہار کہلاتا ہے۔

تقلید کا شرعی معنی

التقليد هو قبول قول غير بلا حجة۔

(المستصفے صفحہ ۳۸۷، جاء الحق حصہ اول تقلید کی بحث)

شرعی محقق کے قول کے بلا حجت قول کرنا؟

تقلید کی اس تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایت ہے کسی محدث کی رائے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے کسی اُمتی کے بنائے ہوئے اُصولِ حدیث اور اُصولِ تفسیر کو ماننا بھی تقلید ہے۔

تقلید جائز و ناجائز

جس طرح لغت کے اعتبار سے کتیا کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہا جاتا ہے اور بھینس کے دودھ کو بھی دودھ کہتے ہیں مگر احکام میں حلال اور حرام کا فرق ہے اسی طرح تقلید کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مذموم، محبوب

مذموم تقلید

اگر حق کی مخالفت کے لئے کسی کی تقلید کرے تو یہ مذموم ہے جیسا کہ کفار و مشرکین خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کے لئے اپنے گمراہ آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہیں۔

محبوب تقلید

اگر حق پر عمل کرنے کے لئے تقلید کرے کہ میں مسائل میں براہ راست استنباط نہیں کر سکتا اور مجتہد کتاب وسنت کو ہم سے زیادہ سمجھتا ہے اسی لئے اس خداوند کریم اور نبی کریم ﷺ کی بات سمجھ کر عمل کرے تو یہ تقلید جائز و محبوب ہی نہیں بلکہ واجب ہوتی ہے۔

کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟

شرعی مسائل تین طرح کے ہیں۔

(۱) عقائد (۲) وہ احکام جو صراحتاً قرآن وحدیث سے ثابت ہوں۔ (۳) وہ احکام جو قرآن وحدیث سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں ان میں تقلید کی جاتی ہے۔

(۱) عقائد میں تقلید

عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں لہٰذا اگر کوئی پوچھے کہ توحید ورسالت تم نے کیسے مانی تو یہ نہ کہا جائے گا کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فرمانے سے بلکہ دلائلِ توحید ورسالت سے کیونکہ عقائد میں تقلید نہیں ہوتی۔

(۲) صریح احکام میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں مثلاً پانچ نمازیں، نمازوں کی رکعتیں، تیس روزے، روزے کی حالت میں کھانا پینا حرام ہونا یہ وہ احکام ہیں جن کا ثبوت نصِ قطعی سے صراحتاً ہوتا ہے ایسے ہی وہ احکام جو نصِ قطعی سے ثابت ہوں ان میں بھی تقلید کرنا واجب ہے۔

کن کی تقلید کریے

مسائلِ اجتہادمیں مجتہد کی تقلید کی جائے گی اور مجتہد کا اعلان ہے کہ (القیاس مظہر ومثبت) کہ ہم مسئلہ اپنی ذاتی رائے سے نہیں بتاتے بلکہ ہر مسئلہ کتاب وسنت اجماع اُمت سے ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں یعنی پہلے مسئلہ قرآن پاک سے لیتے ہیں وہاں نہ ملے تو حدیث سے اگر حدیث سے واضح طور پر نہ ملے تو اجماعِ صحابہ سے اگر اجماعِ صحابہ میں بھی اختلاف ہو تو جس طرح خلفائے راشدین اس سے مسئلہ اخذ کرتے ہیں اگر یہاں بھی کسی مسئلہ کا حل نہ ملے تو اجتہادی قواعد سے اس طرح مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں جس طرح ایک حساب دان نئے سوال کا جواب حساب کے قاعدوں کی مدد سے معلوم کر لیتا ہے اور وہ اُس کی ذاتی رائے نہیں فنِ حساب ہی کا ہوتا ہے۔

کون تقلید کریے؟

جیسا کہ ایک ریاضی دان کے سامنے جب سوال آئے گا تو وہ خود حساب کر کے قواعد کی مدد سے جواب معلوم

کرے گا لیکن جس کو حساب کے قواعد ہی نہیں آتے وہ حساب دان سے پوچھ لے گا اس طرح مسائل اجتہادیہ میں کتاب وسنت پر عمل کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔

قواعدِ اجتہادیہ سے مسئلہ تلاش کر کے کتاب وسنت پر عمل کرے گا۔

(۲) جبکہ غیر مجتہد یہ سمجھ کر میں خود کتاب وسنت سے مسئلہ استنباط کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اس لئے کتاب وسنت کے ماہر سے پوچھ لوں کہ اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے؟ اس طرح عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں لیکن مقلد ان مسائل کو ان کی ذاتی رائے سمجھ کر عمل نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر تقلید کرتا ہے کہ مجتہد نے ہمیں مرادِ خدا اور رسول ﷺ سے آگاہ کیا ہے۔

کانوں تک ہاتھ اُٹھانا

نماز کے وقت تکبیر تحریمہ میں مردوں کو کانوں تک ہاتھ اُٹھانا سنت ہے مگر نجدی وہابی غیر مقلد عورتوں کی طرح کندھوں سے انگوٹھے چھو کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں لہٰذا ہم اپنے مؤقف پر احادیثِ مبارکہ سے دلائل دیں گے کہ کانوں تک ہاتھ اُٹھانا سنت ہے کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں جن میں چند پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث

کان النبی ﷺ اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی اذنیه و فی لفظ حتی یحاذی بهما فروع۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے اور ایک روایت کے مطابق کان کے اُوپر تک ہاتھ اُٹھاتے۔

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۶۸، طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶ مطبوعہ اسلام آباد)

زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے

غیر مقلدین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں جبکہ سنت طریقہ یہ ہے کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور عورتیں سینے پر اس کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عن علقمة وائل بن حجر عن ابیه قال رای النبی ﷺ وضع یمینه علی شماله فی الصلوٰة تحت السرة۔

(۲) عن ابی جحیفة ان علیا قال من السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوٰة تحت السرة۔

(ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۱، سنن دارقطنی)

(۳)عن علی قال ثلثة من اخلاق الانبیاء تعجیل الفطارو تاخیر السحورووضع الکف تحت السرة فی الصلوٰة۔

(منتخب کنز العمال برمسند احمد بن صفحہ ۳۵)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں تین چیزیں انبیاءِ کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہیں۔

(۱)افطار جلدی کرنا (۲)سحری دیر سے کھانا (۳)نماز میں ہاتھوں کوناف کے نیچے رکھنا۔

ابن قدامہ حنبلی کا قول

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علی ،حضرت ابوہریرہ،حضرت ابومجلز ،حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سفیان ثوری رضوان اللہ علیہم اجمعین (جن کا فتویٰ اکثر امام بخاری نقل کرتے ہیں) سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں سنت یہی ہے کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(المغنی جلد ا صفحہ ۴۷۲)

مذکورہ احادیث و آثار کا خلاصہ

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دورانِ نماز ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے کیونکہ حضرت وائل نے حضور ﷺ کو ناف کے نیچے ہی ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہے۔حضرت علیؓ ناف کے نیچے باندھنے کو سنت قرار دیتے ہیں۔جلیل القدر تابعین حضرت ابومجلز ،حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سفیان ثوری رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان جیسے دیگر بہت سے اکابر اسی کو اپناتے ہیں لیکن ان تمام احادیث وآثار کے خلاف غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہاتھ سینے پر باندھے جائیں۔

قرأت خلف الامام

چونکہ کلام پاک کلامِ ربانی اور صحیفۂ آسمانی ہے ادلہ اربعہ میں اس کا مقام سب سے اُونچا اور بلند اور برتر ہے یہ ہمارے باہمی اختلافات وافتراقات کا دوٹوک فیصلہ دے سکتا ہے۔اس لئے مسلمان ہونے کے ناطے سے تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں یہ لازم ہے کہ جب ان میں سے کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف رونما ہوادھر اُدھر تانکنے جھانکنے کے بجائے سب سے پہلے وہ اس کلام ازلی وابدی کی طرف رجوع کریں۔اس متنازعہ فیہ مسئلہ کو قرآنِ کریم کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں اگر قرآن کریم میں اس مسئلے کا حل مل جائے تو اس کے مطابق اپنے اعتقادات وخیالات کو ڈھالنا مسلمانوں کے لئے ہر فرض سے بڑا فرض ہے۔

اب میں اس متنازعہ فیہ مسئلہ (امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ کا کیا حکم ہے) کو قرآن کریم کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جب میں قرآن سے استفسار کرتا ہوں تو قرآنِ کریم دوٹوک فیصلہ دیتا ہے۔سورۃ آل عمران میں ارشادِ گرامی ہے کہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

(آیت ۱۸۶ سورۃ اعراف پارہ ۹)

ترجمہ

جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا کر رہو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

جمہور سلف حلف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے مسئلہ قرأت خلف الامام کو واضح فرمایا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے (امام قرأت کرے) تو مقتدیوں کا وظیفہ صرف اور صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ قرآنِ کریم کو سنیں اور خاموش رہیں۔اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر اور تشریح میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاداتِ عالیہ اور اقوال نقل کریں کہ اس مقدس جماعت نے اس آیت مبارکہ کا کیا مطلب سمجھا ہے۔

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یوں تو سبھی صحابہ کرام آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے

اصحابی کالنجوم فبکیھم اقتدیتم اھتدیتم۔

لیکن بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسروں سے علم وفضل اور فہم وفراست میں بہت آگے ہیں۔ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بعض ایسے جزوی فضائل حاصل تھے کہ صحابہ کرام میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں تھا۔قرآنِ کریم کے معلمین میں یہ سب صحابہ سے ممتاز، لائق وفائق اور برتر تھے معلمین قرآن میں ان کا نمبر پہلا ہے ان کے بارے میں بے شمار ارشاداتِ نبوی ﷺ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

تمسکوا بعھد ابن ام عبد۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

محدثین کے چند اُصول

(۱) تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ جب قولی اور فعلی روایات میں تعارض آجائے تو قولی روایات کو ترجیح دی جاتی

ہے۔چونکہ رفع یدین قولی ہے اور جواز رفع یدین والی روایات فعلی ہیں لہٰذا ترکِ رفع یدین والی روایات کو ترجیح ہوگی۔

(۲) ترک رفع یدین کے راوی زیادہ ترثقہ اور فقیہی ہیں اس کے لئے ان کی روایات راجع ہیں۔

(۳) رفع یدین نہ کرنے کی روایات واحادیث پر خلفاءِ راشدین کا عمل ہے اسی لئے وہ راجع ہیں۔

(۴) رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین کا متواتر عمل ہے اسی لئے انہی پر عمل کیا جائے گا۔

غیر مقلدین سے سوالات

جیسا کہ مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے شروع میں رفع یدین تین جگہ، چار جگہ بھی اور پانچ جگہ بھی کیا اب کس حکم کے تحت تین جگہ رفع یدین اختیار کر رکھا ہے اور باقی کو ترک کر دیا ہے کیا متروک ومنسوخ سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر منسوخ سنت پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے تو حالتِ نماز میں ایک دوسرے کو سلام کیوں نہیں کرتے حالانکہ صحیح بخاری میں ابتدائے اسلام میں حالتِ نماز میں سلام کا ثبوت ہے صحاح ستہ میں سے ایک حدیث پیش کریں جس میں حضور ﷺ نے طریقۂ نماز بتاتے ہوئے رفع یدین کرنے کا حکم دیا یعنی بے شمار احادیث سے اس عمل کا نسخ ثابت ہوگیا اب بھی یہ سنت باقیہ میں سے ہے۔

قرآن پاک میں بھی اور نماز میں بھی سکون کی تاکید

قرآن پاک میں فرمانِ الٰہی ہے، قوموا اللہ قانتین ،خدا کے سامنے نہایت سکون سے کھڑے رہو۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے نماز کے اندر رفع یدین کے خلاف سکون فرمایا۔

رفع یدین منسوخ ہے

ابتدائے اسلام میں رفع یدین تھا بعد میں منسوخ ہوگیا کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آخری وقت تک حضور ﷺ کا یہ فعل شریف رہا ہو۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں بھی رفع یدین منسوخ ہے اسی لئے اُنہوں نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا چنانچہ علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے عمدۃ القاشرح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ تمام عشرہ مبشرہ صحابہ کرام تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت

برائبن عازب، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

(شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۵۶ شارح علامہ غلام رسول سعیدی)

عدم رفع یدین

اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت یعنی تکبیراتِ انتقالات میں رفع یدین خلافِ سنت ہے جبکہ غیر مقلدین تکبیراتِ انتقالات میں سے بعض تکبیروں کے وقت رفع یدین کرتے ہیں جو کہ خلافِ سنت ہے لہٰذا میں اپنے مؤقف پر چند عقلی و نقلی دلائل پیش کرتا ہوں۔

حدیث مبارکہ

عن جابر ابن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی راکم ترفعون ایدیکم کائناب خیل شمس اسکنوافی الصلوٰۃ۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۸)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم (نماز کے اندر رفع یدین کررہے تھے) کہ فرمایا کہ تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دم کی طرح رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز سکون کے ساتھ پڑھو، نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے اس کے اندر اسی جگہ پر رفع یدین کرنا سوائے نماز وتر کے اس رفع یدین پر خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رفع یدین کے پڑھا حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا اور اسے جانوروں کے فعل سے تشبیہ بھی دی اس رفع یدین کے بغیر پڑھا کرو۔ یہاں

حدیث

عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ نصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ ھذا حدیث حسن۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں تم کو حضور ﷺ جیسی نماز نہ پڑھاؤں اس کے بعد اُنہوں نے پڑھائی اور پہلی مرتبہ کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہیں فرمایا، یہ حدیث حسن ہے۔

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵، نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۷)

رفع یدین کی روایتوں میں تضاد

رفع یدین کی تعداد میں تضاد واضطراب ملاحظہ فرمائیں۔

تین جگہ رفع یدین

تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے۔

(بخاری ومسلم)

چار جگہ رفع یدین

مذکورہ تینوں جگہوں کے علاوہ سجدے سے اُٹھتے ہوئے بھی یہ کُل چار جگہ ہوئیں۔

(نسائی، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۲)

پانچ جگہ رفع یدین

مذکورہ چاروں جگہوں کے علاوہ سجدے سے اُٹھتے وقت بھی جبکہ سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے اُٹھتے وقت رفع یدین ان لوگوں کے ہاں بھی جائز نہیں جو رفع یدین کے قائل ہیں (نسائی جلد ا صفحہ ۱۲۳) مذکورہ بالا حدیثوں کے تین اضطراب کے علاوہ جو حدیثیں ہیں وہ سنداً بھی ضعیف ہیں مثلاً ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوحمید ساعدی سے ایک طویل حدیث جو رفع یدین کے متعلق نقل کی ہے اس حدیث کے روایتوں میں عبدالحمید ابن جعفر مجروح اور ضعیف ہیں۔ (طحاوی شریف)

تراویح بیس رکعت ہی مسنون ہیں

اگر چہ یہ مسئلہ فروعی مسائل میں سے ہے مگر حیرت ہے کہ بعض لوگ یہاں تک دعویٰ کر دیتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کا کوئی ثبوت نہیں اور یہ کہ 20 رکعت تراویح پڑھنا بدعت ہے اس کے جواب میں سب سے پہلے تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ مذکورہ بالا دعویٰ انشاءاللہ قیامت تک کسی صریح صحیح غیر مجروح حدیث وآ ثارِ صحابہ کرام، اقوالِ آئمہ دین سے نمازِ تراویح کا آٹھ رکعت ہونا اور 20 رکعت کا بدعت مذموم ہونا مخالفین ثابت نہیں کر سکتے ہیں جبکہ اہلسنت کا دعویٰ ہے کہ 20 رکعت عہد نبوی وعہد خلفاءِ ثلاثہ واقوالِ آئمہ کرام سے ثابت ہے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

عہد نبوی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان رسول اللہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة۔

(بیہقی شریف جلد۲صفحہ۳۸۶)

حضورﷺ رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح ادافرماتے تھے۔

عن السائب قال کانوا یقومون علی عهد عمر فی شهر رمضان بعشرین رکعة قال و کانوا یقررون المین و کانوا یکشر کون علی عصبهم فی عهد عثمان من شده القیام۔

حضرت سائب سے مروی ہے کہ لوگ زمانہ عمرؓ میں ماہ رمضان میں بیس تراویح پڑھتے تھے اور سو سے زائد آیتوں والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں شدتِ قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد۲صفحہ۴۹۶)

عهد حضرت علیؓ

ان علیا امر رجلا یصلی لهم فی رمضان عشرین رکعة۔

(عینی شرح بخاری جلد۳صفحہ۵۹۸)

حضرت علیؓ نے اپنے زمانے میں دورِ خلافت میں ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

(بیہقی والنقی علی السنن صفحہ۴۹۶)

امام تراویح

ابی ابن کعبؓ کا بیان

عن ابی ابن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل فی رمضان نصلی بهم عشرین رکعة۔

صحابہ کرام کے نمازِ تراویح کے امام ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا تو آپ نے لوگوں کو بیس تراویح پڑھائیں۔

(کنزالعمال جلد۴صفحہ۹۳ پارہ نمبر۷)

اجماعِ صحابہ

اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پر اتفاق کیا کہ تراویح بیس رکعت ہی ہیں۔

امام ترمذی کی گواہی

صحاح ستہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف کے مصنف امام ترمذی نے فرمایا

واکثر اھل العلم علی ماروی عن علی وعمر و غیر ھما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعة وھو قول سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی وھکذا ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة۔

(جامع ترمذی ابواب الصوم جلد ۱ صفحہ ۴۳۲)

اکثر اہلِ علم اس پر عامل ہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے علاوہ نبی کریم کے اصحاب سے بیس رکعت تراویح ہی روایت کی گئی ہیں۔ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، ابن مبارک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسی طرح اپنے شہر مکہ والوں کو 20 رکعت تراویح پڑھاتے ہوئے پایا۔

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۴۳۲)

غیرمقلدین کے شیخ کی گواھی

غیرمقلدین کے امام اوران کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

فثبتعن ابی ابن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة و یوتر بثلاث فرای اکثر من العلماء من ذالك ھو السنة لانه قام بین المھاجرین والانصارلم ینکرہ منکر۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم جلد ۱ صفحہ ۱۹۲)

یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے اسی لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں تراویح 20 رکعت ہی سنت ہے کیونکہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے مہاجرین اورانصار بھی بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور کسی منکر نے بھی رکعتِ تراویح کے سنت ہونے کا انکار نہیں کیا۔

(جدید جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۲)

اجماعِ اُمت

ہمیشہ سے تقریباً ساری اُمت کا عمل بیس رکعت تراویح پر رہا اور آج بھی حرمین شریفین اور ساری دنیا کے مسلمان بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، امام غزالی رضی اللہ عنہ سے بھی بیس رکعات ہی منقول ہیں۔